رسائل و مسائل

شوہر کے والدین کی خدمت

شعبہ استفسارات ۔ منصورہ ۔ لاہور

سوال:۔ ترجمان القرآن شمارہ ماہ فروری ۱۹۸۴ء میں ایک گھریلو اُلجھن کے عنوان سے رسائل و مسائل کے باب میں آپ کے بصیرت افروز جوابات پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ فقہی قوانین کی حد تک آپ نے جو مشورے اور احکام اس میں تجویز فرمائے ہیں۔ اور ایک بیوی کے حقوق کی جو نشان دہی کی ہے اس سے انکار ممکن نہیں۔

لیکن میں ایک عام قاری ان جوابات کو پڑھ کر سخت پریشان ہو گیا ہوں اور خیال کرتا ہوں کہ اس طرح بوڑھے والدین کا مقام گھر میں نہیں بلکہ مغربی ممالک کی طرح ایسا الگ تھلگ مقام ہونا چاہیے جہاں اُن کو پھینک دیا جائے اور اگر توفیق ہو تو کچھ پیسے وغیرہ دے کر ان کے کھانے پینے کا بندوبست کر دیا ہے۔

یہ بجا کہ قانونی طور پر ایک بیوی خاوند کے والدین کی پابند نہیں ہے اور یہ ذمہ داری براہ راست مرد کی ہے، لیکن کیا اگر والدین بوڑھے ہو جائیں۔ بیمار بھی ہوں، اُن کا الگ سے کوئی ذریعۂ آمدن بھی نہ ہو، ان کا بیٹا اتنا خوش حال بھی نہ ہو کہ اُن کو الگ سے کوئی رہائش لے کر دے اور اُن کی خدمت کے لیے خادم کا بندوبست کر سکے تو پھر اس صورت میں کیا اُسے بیوی کے قانونی حقوق کی حفاظت کے لیے الگ سے خیمہ لگا لینا چاہیے اور بوڑھے والدین کو زمانے کے رحم و کرم پہ چھوڑ دینا چاہیے۔ یا اُن کو اپنے پاس رکھ کر اُن کی خدمت کرے۔ لیکن خدمت کیسے

کرے۔ جبکہ بیوی اپنے حق کے طور پر ان سے الگ رہنے کا اختیار رکھتی ہے۔ اس صورت میں والدہ کے پاؤں تلے جس جنت کا ذکر ہے اُس کی حفاظت کیسے ہو۔

کیا اسلام ایثار، قربانی ایک دوسرے سے محبت، بے سہارا اور بے آسرا لوگوں کی خدمت اور کفالت کا درس نہیں دیتا تو بیوی اس سے مبرا کیوں ہے۔

قانون اپنی جگہ پر لیکن مجرد قانون بیان کر کے مسئلہ کے ساتھ پورا انصاف نہیں کیا گیا جو اجر و ثواب خاوند کے والدین (خاص کر بوڑھے، بیمار اور مال و دولت سے تہی دست) یا دوسرے بے سہارا لوگوں کی خدمت کر کے ایک عورت، مرد حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کی مثالیں قرآن اور حدیث کے آئینہ میں بھی دینی چاہئیں تھیں۔

آخر آپ نے متوازن حالات پیدا کرنے کے لیے اپنے مفید مشوروں کو اس اہم ضرورت سے کیوں خالی رکھا ہے۔ آپ کے مشوروں پر عمل کر کے تو مجھے ڈر ہے کہ کئی نیم پختہ ذہن کی خاتونِ خانہ گھروں کا سکون تہ و بالا کر دیں گی۔ براہ کرم آئندہ شمارہ میں مسئلہ کے ہر پہلو پر تفصیل سے روشنی ڈالیے۔ چونکہ یہ ایک اہم خانگی مسئلہ ہے۔

جواب: محترمی و مکرمی! السلام علیکم۔ گرامی نامہ کا مطالعہ بھی کیا اور اس سے استفادہ بھی۔ آپ نے حالات کے جس پہلو کی طرف توجہ دلائی ہے وہ اپنی جگہ بہت اہم ہے۔ نہ صرف ایک گھر کی چار دیواری میں، بلکہ قبیلہ و خاندان میں حتیٰ کہ محلے تک میں چھوٹوں کو بڑوں یا سب کو بیماروں اور معذوروں کی خدمت کرنی چاہیے۔ یہ بات کسی طرح بھی میرے پیش نظر نہ تھی کہ ساس اور بہو میں سرے سے کوئی حسنِ تعلق ہی نہیں ہونا چاہیے۔

میرا جواب ایک خاص صورتِ حالات سے متعلق تھا۔ ایک شخص باہر جا کر نوکری کرتا ہے (محض اس لیے کہ پیسے زیادہ حاصل کرے) بیوی کو وہ ایک سال یا تین سال کے لیے چھوڑ جاتا ہے کہ وہ خدمت کرتی رہی۔ بس کبھی وہ چھٹی آئے تو چار دن کے لیے بیوی ہونے کا مقام بھی پالے